بہ فیضان

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

بہ یاد

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ

علم و عرفان کا ترجمان

ششماہی کتابی سلسلہ

قندیلِ سلیمان

جنوری تا دسمبر ۲۰۲۱ء

شمارہ: ۲۴۔۲۵

نظامیہ دار الاشاعت

خانقاہِ معلیٰ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی۔ مکھڈ شریف۔ اٹک

فہرستِ مندرجات

تراجم

سفر نامے

مکاتیب

دریچۂ انتقاد

☆☆☆☆

قونیہ شریف (ترکی) میں ایک چشتی بزرگ کا مزار

افتخار احمد حافظ قادری☆

ایک طویل عرصہ قبل تاجدارِ گولڑہ شریف کے اکلوتے فرزند حضور قبلہ سید غلام محی الدین المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں پڑھا تھا کہ آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں چار مرتبہ قونیہ شریف میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ مقدسہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا تھا اور غالباً پہلی حاضری پچاس کی دھائی میں ہوئی تھی۔ اس موقع پر مزار حضرت مولانا روم کو معمول کے اوقات سے ہٹ کر آپ کی خصوصی حاضری اور محفلِ سماع کے لیے کھولا گیا تھا، اس محفل کے اختتام پر حضور قبلہ بابو جی واپس اپنے ہوٹل تشریف لائے تو ایک ۷۲ سالہ بخاری سید زادے جو کہ اس وقت ۴۰ سال سے قونیہ شریف میں مقیم تھے، آپ سے ملاقات کے لیے پہنچے اور قبلہ بابو جی سے فرمایا کہ سرزمینِ ہند کے ایک بزرگ سید فضل حسین چشتی بن گوہر علی یہاں قونیہ شریف میں مدفون ہیں۔ وہ گزشتہ رات میرے خواب میں آئے ہیں اور مجھ سے فرمایا، ”ہمارے ملک سے ایک سید تشریف لائے ہیں، کیا اُنھیں ہماری خبر نہیں“؟ جس پر قبلہ بابو جی صاحب نے فرمایا کہ ان شاءاللہ اُن کے مزار پر حاضری کے لیے ضرور جائیں گے اور پھر اسی روز نمازِ ظہر کے بعد اس ولی کامل کی بارگاہ میں حضرت قبلہ بابو جی نے حاضری کی سعادت حاصل کی۔

جب سے اس ولی کامل کے بارے میں پڑھا تو میں نے ان کے نام مبارک کو اپنے ذہن میں اس لیے محفوظ کر لیا تھا کہ زندگی میں جب بھی حضرت رومی کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہو گی تو اس ولی کامل چشتی بزرگ کی بارگاہ میں بھی حاضری دوں گا۔ وقت تیزی سے گزرتا گیا اور پھر سال ۱۹۹۵ء سے سال ۲۰۱۱ء تک چار مرتبہ زیاراتِ ترکی اور بالخصوص حضرت پیرِ رومی کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا لیکن تلاش کے باوجود بھی اس چشتی بزرگ کی بارگاہ میں حاضری نہ ہو سکی اور وجہ یہ تھی کہ میں سید فضل حسین چشتی کے نام سے مزار تلاش کرتا رہا، جب کہ کوئی بھی ترکی اس ہندی نام سے آشنا تک نہ تھا۔ اب پانچویں بار دسمبر ۲۰۲۱ء میں حضرت مولانا جلال الدین رومی کے ۷۴۸ ویں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر منعقدہ تقریبات میں شرکت کا پروگرام بنا تو اس سفر مقدس کی تیاریوں کے دوران ایک دن مکرمی جناب سید احمد اقبال ترمذی صاحب کے ہمراہ درود و سلام کی ایک کتاب کے سلسلہ میں اسلام آباد کی سڑکوں پر رواں تھا، میرے محترمی سید صاحب فرمانے لگے کہ اگر تھوڑا سا وقت ہو تو اوپن یونیورسٹی میں ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر صاحب کے ساتھ کچھ کام ہے ان سے مل لیتے ہیں۔ چناں چہ ان کے دفتر جا پہنچے۔ ابتدائی ملاقات اور تواضع کے بعد ڈاکٹر صاحب کو جب معلوم ہوا کہ میں اگلے چند دنوں میں قونیہ شریف کے سفر جا رہا ہوں تو وہ مجھے فرمانے لگے کہ بھئی وہاں ایک چشتی بزرگ بنام ”شاہ خاموش“ کا مزار ہے، وہاں ضرور حاضری دینا اور بتایا کہ ہمارے دو احباب (جناب ڈاکٹر معین نظامی اور جناب ڈاکٹر عارف نوشاہی)

☆ محقق و سفر نامہ نگار۔ افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ

ایک عرصہ قبل حاضری بھی دے چکے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر صاحب سے جب میں نے لوکیشن کا پوچھا تو فرمانے لگے کہ وہ بزرگ "شاہ خاموش" کے نام سے معروف ہیں۔ آپ سلجوق یونیورسٹی کے اردو ڈیپارٹمنٹ کے کسی پروفیسر سے معلوم کرسکتے ہیں اور ساتھ ڈاکٹر صاحب خود بھی فرمانے لگے کہ بھئی میں نے نیٹ پر بہت تلاش کیا، مجھے کچھ نہیں ملا۔ اس مختصر سی ملاقات کے بعد ہم باہر آکر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے اور میرا ذہن ماضی کی محفوظ یادداشتوں میں کھو گیا۔ کہیں یہ وہی بزرگ نہ ہوں جن کی بارگاہ میں ۵۰ کی دہائی میں حضور قبلہ بابوجی سرکار نے حاضری دی تھی اور میں بھی سال ۱۹۹۵ء سے اسی بزرگ کی تلاش میں ہوں۔

قبلہ سید احمد اقبال ترمذی صاحب، انعام الرحیم صاحب، محمد عثمان قادری اور یہ بندہ خود بھی انٹرنیٹ پر اس تلاش میں لگ گئے کہ سلجوق یونیورسٹی کے اردو ڈپارٹمنٹ میں کسی ذمہ دار سے رابطہ ہو تو ان سے بات کریں اور کافی سوچ کے بعد سلجوق یونیورسٹی کے اُردو ڈیپارٹمنٹ کے ایک پروفیسر جناب ڈاکٹر رجب درقون صاحب سے رابطہ ہوا، لیکن ان سے بھی یہی معلومات ملیں کہ اس نام "شاہ خاموش" سے کوئی درگاہ موجود نہیں ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے بڑی مہربانی اور شفقت سے فرمایا کہ وہ اس پر خود مزید تحقیق اور معلومات حاصل کر کے ہمیں بتائیں گے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے قونیہ شریف میں مقیم تاریخ کے ایک پاکستانی ڈاکٹر عامر علی صاحب کا بھی ہم سے رابطہ کرایا اور بالآخر ڈاکٹر رجب درقون صاحب کی کوششوں اور بالخصوص ڈاکٹر محمود ایرول کلیچ سے رابطے کے بعد ہمیں اس بزرگ کے بارے میں معلومات حاصل ہو گئیں اور یہ عقدہ اُس وقت کھلا جب ہمیں پتہ چلا کہ قونیہ میں ان کو BABA SOLEYMEZ یعنی خاموش بابا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مشہور بابا کے نام سے مشہور ہونے کی دو توجیہات ملیں کہ ایک تو آپ ہند سے تشریف لائے تھے اور ترکی کی زبان پر عبور نہ ہونے کی وجہ سے کم گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ دوسری یہ کہ اولیائے کاملین اُس حدیثِ نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہیں کہ اچھی اور بھلائی والی بات کرو، یا خاموش رہو۔ اسی خاموشی کی وجہ سے اہلِ قونیہ آپ کے اصلی نام کو بھی بھول گئے۔ دوسرا عقدہ ابھی حل ہونا باقی تھا کہ آیا یہ سید فضل حسین چشتی ہیں یا کوئی دوسرے خاموش بابے ہیں اور جب ہم نے انٹرنیٹ پر SOLEYMEZ BABA سرچ کیا تو مزار کی تصاویر سامنے آنے کے علاوہ یہ عقدہ بھی حل ہو گیا کہ آپ ہی سید فضل حسین چشتی ہیں۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ جس شخصیت کے مزار مبارک کی تلاش میں ۱۹۹۵ء سے مصروف تھا، بالآخر اس شخصیت کے مزار مبارک کا پتہ چل گیا۔ اس ولی کامل کے بارے میں اب تک جو مختصر معلومات میسر ہوئیں ہیں، عوام الناس کے لیے پیش خدمت ہیں۔

سید فضل حسین چشتی المعروف

SOLEYMEZ BABA

حضرت سید فضل حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سر زمینِ ہند کے شہر الہ آباد کے گاؤں "احمد پور سرامے" یا "سید سراواں" میں ہوئی۔ آپ عرب الاصل اور امام زین العابدین کے سلسلۂ نسب سے تعلق رکھتے تھے۔ اس بات میں شک کی گنجائش نہیں کہ ہندوستان سے پیغمبرِ اسلام کو جیسے ٹھنڈی ہوا آتی تھی، ایسے ہی آپ ﷺ کی اولاد کے لیے بھی سر زمینِ ہند ابتدا سے ہی جائے پناہ تھی۔ ابنِ اثیر نے "الکامل فی التاریخ" میں ۱۵۱ھ کے واقعات درج کیے ہیں کہ اہلِ بیت کے افراد کو جب کہیں جائے پناہ نہیں مل رہی تھی تو ہندوستان کے ہندو راجہ نے ان کی مدد کی اور اپنے ہاں مکمل عزت واحترام سے اُن کو رکھا۔

سید فضل حسین چشتی کی لوحِ مزار سے معلوم ہوتا ہے کہ سال ۱۹۱۰ء میں وفات کے وقت ان کی عمر ۸۳ برس تھی۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اُن کی ولادت ۱۸۲۷ء میں ہوئی ہوگی۔ آپ نے اپنی ابتدائی دینی تعلیم اپنے گاؤں میں شروع کی، پھر حجازِ مقدس تشریف لے گئے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کب ہندوستان سے نکلے اور کیوں نکلے؟ تلاشِ بسیار کے باوجود اس سوال کا قطعی جواب تو نہیں مل سکا، لیکن کچھ اشارات ضرور ملتے ہیں جن کی مدد سے ہم اس سوال کا جواب لے سکتے ہیں۔ سید فضل حسین چشتی ۱۸۸۴ء میں قونیہ آئے اور اُس سے پہلے کچھ عرصہ وہ استنبول اور اناطولیہ کے دوسرے شہروں میں مقیم رہے۔ قونیہ میں جب تشریف لائے تو وہ بہترین خطاط اور عالمِ دین تھے۔ اُنھیں عربی، فارسی اور اُردو پر مکمل عبور تھا، اس کا مطلب ہے کہ ہندوستان سے نکلتے وقت اُنھوں نے ان علوم کی تحصیل کی تھی اور ۱۸۵۷ء کی جنگ کے وقت وہ یقیناً ہندوستان میں تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں فتح کے بعد انگریزوں نے دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی، ان واقعات کے چشم دید گواہ ظہیر دہلوی کی "داستانِ غدر"، مولانا فضل حق خیر آبادی کی "الثورۃ الہندیہ" اور دوسرے مستند ماٰخذ سے یہ بات بالکل واضح اور مشترک ہے کہ انگریزوں نے فتح کے بعد بلا تفریق ہندوں اور مسلمانوں کا قتل عام کیا اور جس کو بھی جس سمت جگہ ملی وہ اسی طرف نکل گیا۔ (ڈاکٹر عامر علی صاحب نے اپنا ایم۔ اے کا مقالہ ترکی زبان میں انھی حالات کے تناظر میں لکھا جو حال ہی میں انقرہ سے بنام "ہندوستان میں مغلوں کی آخری جنگ" شائع بھی ہو چکا ہے، اس میں دہلی کے حالات و واقعات اور اُس وقت کے ہندوستان کے معاشرتی حالات پر بھی معلومات فراہم کی گئی ہیں)۔ اُس وقت کے ہندوستان میں ہندو راجہ بھی حج پر جانے کے خواہش مند مسلمانوں کی مدد کرتے تھے۔ اُن جملہ حالات کو اگر سامنے رکھیں تو گمان یہ ہوتا ہے کہ سید فضل حسین چشتی ۱۸۵۷ء کے واقعات سے دِل برداشتہ ہو کر ۱۸۷۵ء کے بعد کسی سال حج کے لیے حجازِ مقدس گئے ہوں گے اور بہ جائے غلام ہندوستان میں رہنے کے چشتی طریقت کی اشاعت کے لیے قونیہ آگئے ہوں گے۔ کیوں کہ شہر قونیہ حضرت مولانا روم کی وجہ سے ہمیشہ ہندوستان کے مسلمانوں میں معروف رہا ہے۔ (مذکورہ بالا جملہ نقاط مزید تحقیق طلب ہیں)

سید فضل حسین چشتی حجازِ مقدس میں قیام کے بعد سر زمینِ اناطولیہ کی طرف تشریف لے آئے استنبول اور کرامان میں بھی کچھ عرصہ مقیم رہے۔ اسی طرح صوبہ ارض روم کے ایک شہر اکسیکی (AKSEKI) میں ۸ ماہ کے قریب قیام پذیر رہے اور اس دوران مفتی اکسیکی طاہر آفندی سے اسباق اور تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ قونیہ کے IPLIKCI مدرسہ میں بھی کچھ وقت قیام پذیر

رہے اور بالآخر ۱۲۶۳ھ میں قونیہ آکر اس حویلی میں قیام پذیر ہوگئے، جو عبدالرحمن پاشا اور آپ کے پیروکاروں نے تعمیر کی تھی۔ عبدالرحمن پاشا حضرت سید فضل حسین چشتی کا انتہائی عقیدت مند اور پیروکار تھا۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ نے عبدالرحمن پاشا کو خوشخبری دی تھی کہ وہ استنبول میں رہتے ہوئے درباری گرینڈ وزیر بنیں گے اور جب یہ بشارت درست ثابت ہوگئی تو عبدالرحمن پاشا کی حضرت شیخ سید فضل حسین چشتی سے مزید عقیدت بڑھ گئی۔ حضرت شیخ نے ایک مرتبہ عبدالرحمن پاشا کو یہ بھی کہا تھا کہ وہ گورنر بن کر آئیں گے اور آپ کی یہ کرامت بھی اس طرح پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ عبدالرحمن پاشا کو انقرہ کی گورنری پر تعینات کیا گیا۔ عبدالرحمن پاشا حضرت شیخ کی کرامات کا معترف تھا۔ حضرت شیخ سید فضل حسین چشتی کی وسیع و عریض حویلی ایک زاویہ، مسجد، درویشوں کے کمرہ جات، چشمہ اور مقبرہ پر مشتمل تھی۔ لیکن مرورِ زمانہ سے اس حویلی کے تمام نشانات منہدم ہوگئے اور بالآخر اس حویلی کی آخری باقیات کو بھی ختم کرکے اس جگہ کو سڑک میں شامل کر دیا گیا۔

وصال حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید فضل حسین چشتی نے تقریباً ۸۳ برس کی عمر میں ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں قونیہ شریف میں ہی وفات پائی اور اپنی بنوائی ہوئی جگہ میں مدفون ہوئے۔

حاضری کی رُوداد

حضرت سید فضل حسین چشتی المعروف سویلیمز بابا کے مزار مبارک کے بارے میں جب مکمل معلومات جمع ہوگئیں تو پھر اپنے ذوق وشوق کے پیشِ نظر حضرت کے مزار مبارک کے لیے ایک خوبصورت سرخ مخملی چادر بنوائی۔ جس پر درج ذیل عبارت کی گولڈن کڑھائی کرائی۔

سید فضل حسین چشتی المعروف (SOYLEMEZ BABA)

میرم، قونیہ

الحمدللہ ۱۲دسمبر ۲۰۲۱ء بذریعہ ترکش ائیرلائن اسلام آباد سے استنبول کے لیے روانگی ہوئی۔ تین دن استنبول کی زیارات اور خصوصاً گوینوک بولو GOYNUK میں روحانی و معنوی فاتح قسطنطنیہ حضرت آق شمس الدین (AK) کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ ۱۵دسمبر ۲۰۲۱ء استنبول سے بذریعہ فاسٹ ٹرین قونیہ شریف میں حضرت مولانا جلال الدین رومی کے ۷۴۸ ویں سالانہ عرس کی تقریبات میں شمولیت اور ۱۷دسمبر بروز جمعۃ المبارک شب عروسی کی دعائیہ تقریب میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔ یہ سالانہ عرس مبارک اس لحاظ سے ایک انفرادی حیثیت کا حامل ہوگیا ہے کہ تقریباً ۱۵۰ سال کے بعد حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کا غلاف / چادر کی تبدیلی ہوئی اور پھر رات کو مولانا کلچرل سینٹر میں رقصِ رومی کی محفل میں شریک ہوئے۔

بروز ہفتہ ۱۸دسمبر ۲۰۲۱ء

بروز ہفتہ طے شدہ پروگرام کے مطابق عزت مآب جناب ڈاکٹر رجب در قون اور ڈاکٹر عامر علی کی معیت میں درگاہ حضرت سید فضل حسین چشتی روانہ ہوئے، جو علاقہ میرم میں مچھلی مارکیٹ سے متصل ہے ہم چند ہی منٹوں میں مزار مبارک کے سامنے گاڑی سے اُتر گئے تو دیکھا کہ مزار مبارک بند ہے۔ معلوم کیا لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا، قدرے توقف اور مزار مبارک کو بیرونی اطراف سے دیکھنے کے بعد جناب ڈاکٹر رجب در قون صاحب کے کہنے پر تلاوت کلام پاک اور ختم شریف پڑھا۔ڈاکٹر صاحب نے دعا کرائی اور ڈاکٹر عامر صاحب نے بیرونی اطراف میں نصب بورڈز کا ترجمہ پڑھا۔ اسی اثناء مجھے مزار مبارک کی کھڑکی کے شیشے سے حضرت کی قبر مبارک نظر آئی تو میں نے اپنی زبان میں ہلکی آواز سے حضرت کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا۔

"یا حضرت! آپ تو صاحبِ کرامت ولی ہیں اور ہم دروازے کے باہر کھڑے دعا کر رہے ہیں، اتنی دُور سے اور
اتنے عرصے سے آپ کے مزار مبارک کی تلاش کر رہے ہیں۔ اب آپ رُخ کو چھپا بیٹھے ہیں کر کے مجھے دیوانہ،
میں تو پاکستان سے آپ کے مزار مبارک کے لیے چادر بنوا کر لایا ہوں۔ کیا اب اُس چادر کو باہر ڈال دوں!
حضرت مہربانی فرمائیں اور دروازہ کھلوا دیں تا کہ ہم آپ کی قدم بوسی کے ساتھ چادر کا نذرانہ پیش کر سکیں"۔

حضرت کی زندہ کرامت

حضرت کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرنے کے بعد جملہ احباب احاطۂ مزار سے باہر آئے اور میں نے ڈاکٹر عامر صاحب سے درخواست کی کہ اتمامِ حجت کے لیے ایک دو دُکان داروں سے کچھ معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ڈاکٹر عامر صاحب نے ایک دکاندار سے بات کی تو وہ کہنے لگا کہ ہمیں کوئی زیادہ پتہ نہیں، انتظامیہ کبھی کبھار آتی ہے اور صفائی کر کے چلی جاتی ہے۔ پھر اُس نے ایک اور دکان دار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان سے پوچھ لیں، اب ان کے پاس ڈاکٹر رجب در قون گئے اور ہم پیچھے تھے تو ڈاکٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے ہماری طرف اشارہ کیا کہ جس شخص کے پاس مزار کی چابی ہے، وہ شخص مل گیا ہے اور وہ اب دربار مبارک کھول کر ہمیں زیارت کرائے گا۔ یہ سننا تھا کہ میری آنکھوں سے آنسو چھلکنا شروع ہو گئے۔ آگے بڑھ کر میں نے اُس شخص کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اُسے نے مجھے گلے لگایا اور ساتھ لے کر مزار مبارک کی طرف روانہ ہوا۔ اس کو کہتے ہیں کہ کرامات الاولیاء حق اور حضرت سید فضل حسین چشتی کی زندہ کرامت ہم نے دس منٹ میں دیکھ لی۔ مقام غور ہے کہ حضرت کی بارگاہ میں ایک استغاثہ پیش کیا تو آپ نے خصوصی توجہ اور نظر کرم فرماتے ہوئے درخواست کو قبول فرمایا اور اپنی قدم بوسی کی اجازت فرمائی۔ دربار شریف کے اندر داخل ہوئے۔ موجودہ صورت میں دو کمرے ہیں اور دونوں کے اوپر مختصر گنبد بنے ہوئے ہیں۔ ابتدائی کمرہ خالی ہے او دوسرے کمرے میں آپ کی قبر مبارک ہے جس کے اوپر سبز رنگ کی چادر پڑی ہوئی ہے۔ ہم سب حاضرین نے مل کر ڈاکٹر رجب در قون صاحب کی قیادت میں تکبیر و تہلیل کے ساتھ چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ لوحِ مزار عثمانی دور حکومت کے دور میں بنی ہوئی لگتی ہے اور اس پر جو عبارت کندہ ہے

وہ پرانی ترکی زبان کی محسوس ہوتی ہے۔ ہم نے ڈاکٹر عامر علی صاحب سے درخواست کی لوح مزار کا باآواز بلند ترجمہ کر دیں۔ آپ نے جو ترجمہ کیا وہ درج ذیل ہے۔

لوح مزار کا ترجمہ

ہوالباقی بسم اللہ الرحمن الرحیم

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

انا للہ وانا الیہ راجعون

کعبہ فیض عالم کیمیاء سعادت

سید میر فضل حسین ابن مرحوم گوہر علی الشہید چشتی قلندری

اہل ہندوستان قریب البحر، شہر احمد پور

مدفن قونیہ، وصال ماہِ شعبان، شبِ جمعہ ساعت ۲، فی ۲۸ تاریخ سن ۱۳۲۸ من ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۹۱۰ء سال

جس ترک شخص کی وساطت سے ہمیں اس دربار مقدس پر حاضری کا شرف حاصل ہوا، وہ اپنی حاضری لگا کر اور صفائی کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مزار مبارک کی چابی ڈاکٹر رجب صاحب کو دے گیا کہ جب تک یہ مہمان بیٹھے ہیں، بیٹھے رہیں۔ بعد میں آپ خود مزار مبارک کو بند کر کے چابی لیتے آنا۔ یہ سب حضرت کا ہی تصرف اور نظر کرم تھی۔ تلاوتِ کلام پاک ختم شریف دعا اور کچھ دیر مراقب رہنے کے بعد حضرت سے اجازت کے طلب گار ہوئے اور پھر بارگاہِ رب العزت میں شکر بجالاتے ہوئے اور صاحبِ مزار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے، مزار مبارک سے باہر آئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اور پھر اس شخص کی دکان پر پہنچ گئے، جنھوں نے پہلے سے ہی ہمارے لیے چائے کا انتظام کر رکھا تھا۔ وہ کھانے پر بھی اصرار کر رہا تھا لیکن ہم سب نے معذرت چاہی اور اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دست بوسی اور اختتامی کلماتِ دعا کے ساتھ اجازت لے کر رُخصت ہوئے۔

قونیہ شریف کی بقیہ زیارت کے بعد ہم نے ڈاکٹر رجب درقون صاحب سے درخواست کی، چلیں کسی اچھے ہوٹل میں بیٹھ کر حضرت سید فضل حسین چشتی کے نام پر لنگر تناول کرتے ہیں لیکن ہمارے شدید اصرار کے باوجود ڈاکٹر صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے کہ یہ کھانا اُن (حضرت سید فضل حسین چشتی) ہی کی طرف سے ہو گا، لیکن میں پیش کروں گا، اس بات پر جس پر ہم خاموش ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب ہمیں ایک اچھے اور معروف ہوٹل میں لے گئے اور پرُ تکلف کھانے سے ہماری تواضع کی۔ ہم نے اسے حضرت شیخ کا لنگر سمجھتے ہوئے تناول کیا اور ڈاکٹر صاحب کی محبتوں اور شفقتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

قارئین وزائرین کرام! آپ کا جب کبھی بھی ترکی جانا ہو تو قونیہ شریف میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کرنے کے ساتھ اس عظیم ولی کامل، صاحبِ کرامت بزرگ کی بارگاہ میں بھی حاضری کا شرف ضرور حاصل کریں۔ اس مقامِ مقدس کا ترکی زبان میں ایڈریس درج ذیل ہے کس بھی ٹیکسی والے کو بتائیں گے تو وہ آپ کو وہاں لے جائے گا۔

SOLEYMEZ BABA TURBESI

MEREM, BALIK PAZARI KONYA

☆☆☆☆

NIZAMIA DAR-UL-ISHA'AT KHANQAH-E-MO'ALLA
HAZRAT MOLANA MUHAMMAD ALI MAKHADI (R.A).
MAKHAD SHAREEF (ATTOCK)